مسئلہ ۳۰: از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی ابوالمسعود عبدالودود صاحب طالب علم مدرسہ مذکور یکم جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

وہابی جو مشہور ہیں وہ کون سا فرقہ ہے اور ان کی اصل کہاں سے نکلی اور ان کے عقائد کیا ہیں، اور ان کی بابت حدیث میں کیا وارد ہے؟

الجواب:

وہابی ایک بے دین فرقہ ہے جو محبوبانِ خدا کی تعظیم سے جلتا ہے اور طرح طرح کے حیلوں سے ان کے ذکر و تعظیم کو مٹانا چاہتا ہے ابتدا اس کی ابلیس لعین سے ہے کہ اللہ عزوجل نے تعظیم سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم دیا اور اس ملعون نے نہ مانا اور زمانہ اسلام میں اس کا ہادی ذوالخویصرہ تمیمی ہوا جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شانِ ارفع میں کلمہ توہین کہا اس کے بعد ایک پورا گروہ خوارج کا اس طریق پر چلا جن کو امیر المومنین مولٰی علی نے قتل فرمایا لوگوں نے کہا حمد اللہ کو جس نے ان کی نجاستوں سے زمین کو پاک کیا امیر المومنین نے فرمایا یہ منقطع نہیں ہوئے ابھی ان میں کے ماؤں کے پیٹوں میں ہیں باپوں کی پیٹھوں میں ہیں، کلما قطع قرن نشأ قرن جب ان میں کی ایک سنگت کاٹ دی جائے گی دوسری سر اٹھائے گی، حتی یکون اٰخرھم یخرج مع المسیح الدجال[1]۔ یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ اس حدیث کے مطابق ہر زمانہ میں یہ لوگ نئے نئے نام سے ظاہر ہوتے رہے یہاں تک کہ بارھویں صدی کے آخر میں ابن عبدالوہاب نجدی اس فرقہ کا سرغنہ ہوا اور اس نے کتاب التوحید لکھی اور توحید الٰہی عزوجل کے پردے میں انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود حضور اقدس سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ کی توہین دل کھول کر کی اس کی طرف نسبت کرکے اس گروہ کا نام نجدی وہابی ہوا۔ ہندوستان میں اس فتنہ ملعونہ کو اسمٰعیل دہلوی نے پھیلایا کتاب التوحید کا ترجمہ کیا اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا، دلی عقیدہ وہ ہے جو تقویۃ الایمان میں کئی جگہ صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ: اللہ کے سوا کسی کو نہ مان[2]۔ اوروں کا ماننا محض خبط ہے۔[3]

اس کے متبعین جو گروہ ہیں عقائد میں سب ایک ہیں مگر اعمال میں یوں متفرق ہوئے کہ ایک فرقے نے

---

[1] کنز العمال حدیث ۳۱۲۳۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۲۰۵

[2] تقویۃ الایمان الفصل الاول مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور، ص ۱۲

[3] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور، ص ۵

تقلید کو بھی ترک کیا اور خود اہلحدیث بنے یہ غیر مقلد وہابی ہیں ان کا سر گروہ نذیر حسین دہلوی اور کچھ پنجابی بنگالی تھے اور ہیں، اور مقلد وہابیوں کے سر گروہ رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی اور اب اشرف علی تھانوی، جو ان لوگوں کو اچھا جانے یا تقویۃ الایمان وغیرہ ان کی کتابوں کو مانے یا ان کے گمراہ بددین ہونے میں شک کرے وہ وہابی ہے، وہابی کی علامت حدیث میں ارشاد ہوئی کہ ظاہراً شریعت کے بڑے پابند بنیں گے۔تحقرون صلوتکم مع صلوتھم وصیامکم مع صیامھم وعملکم مع عملھم [1]۔تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے آگے حقیر جانو گے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے آگے اور اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے آگے یقرءون القرآن ولایجاوز تراقیھم [2]۔قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلے سے نہ اترے گا یعنی دل میں اس کا کچھ اثر نہ ہوگا۔یقولون من خیر قول البریۃ [3]۔باتیں بظاہر بہت اچھی کریں گے، اور ایک روایت ہے۔من قول خیر البریۃ۔[4] حدیث حدیث بہت پکاریں گے۔بالآخر حال یہ ہوگا یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ نکل جائیں گے دین سے ایسے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانہ سے ثم لایعودون فیہ [5] پھر لوٹ کر دین میں نہ آئیں گے۔سیماھم التحلیق [6]۔ان کی علامت سر منڈانا ہوگی۔مشمر الازار [7]۔تہبند یا پائچے بہت اونچے۔ان کے عقائد کا بیان ہمارے رسالہ نور الفرقان اور رسالہ کو کبۃ الشہابیہ میں ہے۔واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۱: از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی ابوالمسعود عبدالودود صاحب طالب علم مدرسہ مذکور یکم جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

مولود شریف کی حقیقت کیا ہے، اور محفل میلاد میں خاص وقت ذکر ولادت شریف حضور

---

[1] کنز العمال حدیث ۳۰۹۶۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۱۴۳

[2] کنز العمال حدیث ۳۰۹۵۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۱۴۰، صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المؤلفۃ و بیان الخوارج قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۴۰ و ۳۴۳

[3] صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المؤلفۃ و بیان الخوارج قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۴۲

[4] کنز العمال حدیث ۳۰۹۵۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۱۴۱

[5] کنز العمال حدیث ۳۰۹۴۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۱۳۹

[6] کنز العمال حدیث ۳۰۹۴۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۱۳۹

[7] صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المؤلفۃ و بیان الخوارج قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۴۰

مالکیہ وحنابلہ ومحدثین وغیرہم کا ہے البتہ بعض حنابلہ استواء مع بیان الکیفیت کے قائل ہوگئے ہیں اور استقرار پروردگار کو مثل استقرار مخلوقات کے سمجھتے ہیں یہ مذہب مردود ہے، والتفصیل یستدعی بسطا بسیطا وفیما ذکرناہ کفایۃ، واللہ تعالٰی اعلم بالصواب (اور تفصیل بہت زیادہ وسعت کو چاہتی ہے جب کہ ہم نے جو کچھ ذکر کیا اس میں کفایت ہے اور اللہ تعالٰی درست بات کو خوب جانتا ہے۔ ت) حررہ، محمد کرامت علی عفی عنہ

الجواب:

حاشاللہ! یہ ہرگز عقیدہ اہلسنت کا نہیں، وہ مکان وتمکن سے پاک ہے، نہ عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ، عرش وفرش سب حادثات ہیں، اور وہ قدیم ازلی ابدی سرمدی جب تک یہ کچھ نہ تھے کہاں تھا، جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے اور جیسا اب ہے ویسا ہی ابدالآباد تک رہے گا۔ عرش وفرش سب متغیر ہیں، حادث ہیں، فانی ہیں، اور وہ اور اس کی صفات تغیر وحدوث وفنا سب سے پاک، استواء پر اجماع نقل کرنے کی کیا حاجت، خود رحمٰن عزوجل فرماتا ہے:

"اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝"[1]۔	وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ (ت)

مگر اعتقاد اہلسنت کا وہ ہے جو ان کے رب عزوجل نے راسخین فی العلم کو تعلیم فرمایا:

"وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝"[2]۔	اور وہ پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے، اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔ (ت)

اعتقاد اہل سنت کا وہ ہے جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا:

الاستواء معلوم والکیف مجہول والایمان بہ واجب والسؤال عنہ بدعۃ۔[3]	استواء معلوم ہے اور کیفیت مجہول، اور اس پر ایمان واجب، اور اس کی تفتیش گمراہی۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۰/ ۵

[2] القرآن الکریم ۳/ ۷

[3] الدر المنثور تحت الآیۃ ۷/ ۵۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۴۲۹، فتح الباری کتاب التوحید باب قولہ وکان عرشہ علی الماء مصطفی البابی مصر ۱۷/ ۱۷۷

میں فرمایا گیا ایسی جگہ لفظی بحث پیش کرکے عوام کے دلوں میں شک وشبہہ ڈالنا اور ان کے قلوب کو متزلزل کرنا ہر گز مسلمانوں کی خیر خواہی نہیں ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الدین النصح لکل مسلم۔[1]	دین یہ ہے کہ آدمی ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۰: از قدھنی پوسٹ بانچہ رام پور ضلع تیرہ مرسلہ طالب علی صاحب ۱۵ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

ذاتِ باری تعالٰی کو فقط عرش ہی پر سمجھے اور ماسوا فوق العرش کسی کو مخلوقات الٰہی سے بے ذات باری تعالٰے محیط نہ جاننا بلکہ یہ کہنا کہ فقط علم الٰہی ساری اشیاء کو محیط ہے اور ذات اس کی فقط عرش ہی پر ہے اور دوسری جگہ نہیں، یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے یا نہیں؟ اور جو معتقد اس عقیدے کا ہو نماز پیچھے اس کے ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

وایضم تحریر فرمایند کہ ایشایاں ایں عقیدہ را منسوب بحنابلہ ے گویند فی الحقیقت عقائد حنابلہ ہمچنیں ست یانہ؟	اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ لوگ اس عقیدے کو حنابلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، کیا در حقیقت عقائد حنابلہ ایسے ہیں یا نہیں؟ (ت)

ھو المصوب ذاتِ پروردگار کو عرش پر سمجھنا بدوں بیان کیفیت استوا اور اس کے علم کو محیط تمام عالم سمجھنا اور آیت معیت و قرب وغیرہ کو قرب و معیت علمی پر محمول کرنا مذہب اہلسنت کا ہے اور معتقد اس مذہب کے پیچھے نماز درست ہے بلا کراہت، شرح حکمت نبویہ میں ہے:

نعتقد انہ علی العرش مستو علیہ استواء منزھا عن التمکن والا ستقرار، و انہ فوق العرش مع ذلک ھو قریب من کل موجود وھو اقرب من حبل الورید ولا یماثل قربہ قرب الاجسام[2]۔اھ	ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی عرش پر ایسے استواء کے ساتھ مستوی ہے جو تمکن واستقرار سے منزہ ہے، اور عرش پر جلوہ گر ہونے کے باوجود وہ ہر موجود کے نزدیک اور شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور اس کا قرب اجسام کے قرب کی مثل نہیں ہے۔اھ (ت)

[1] صحیح البخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدین النصیحۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳، صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان الدین النصیحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۴ و ۵۵

[2] شرح حکمت نبویہ

کیسی سخت بے حیائی تھی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

وہابیہ مجسّمہ کی بد دینی

صفات متشابہات کے باب میں اہلسنت کا عقیدہ تو معلوم ہولیا کہ ان میں ہمارا حصہ بس اس قدر ہے کہ اللہ تعالٰی کی جو کچھ مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے، ظاہر لفظ سے جو معنی ہماری سمجھ میں آتے ہیں ان سے اللہ تعالٰی یقینًا پاک ہے اور مراد الٰہی پر ہمیں اطلاع نہیں لہذا ہم ان کے معنی کچھ کہہ ہی نہیں سکتے یا بطور تاویل کچھ کہیں بھی تو وہی کہیں گے جو ہمارے رب کی شان قدوسی کے لائق اور آیاتِ محکمات کے مطابق اور اہلسنت کو اللہ تعالٰی نے صراط مستقیم عطا فرمائی ہے وہ ہمیشہ راہ وسط ہوتی ہے اس کے دونوں پہلوؤں پر افراط و تفریط دو ہولناک مہلک گھاٹیاں ہیں اسی لیے اکثر مسائل میں اہلسنت دو فرقہ متناقض کے وسط میں رہتے ہیں جیسے رافضی ناصبی یا خارجی مرجی یا قدری جبری یا باطنی ظاہری یا وہابی بدعتی یا اسمٰعیل پرست گور پرست وعلٰی ہذا القیاس اسی طرح یہاں بھی دو فرقہ باطلہ نکلے معطلہ و مشبہہ، معطلہ جنہیں جہمیہ بھی کہتے ہیں صفات متشابہات سے یکسر منکر ہی ہوگئے یہاں تک کہ ان کا پہلا پیشوا جعد بن درہم مردود کہتا کہ نہ اللہ تعالٰی نے ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو اپنا خلیل بنایا نہ موسٰی کلیم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے کلام فرمایا، یہ گمراہ لوگ اپنے افراط کے باعث "اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا"[1]۔ (ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ت) سے بے بہرہ ہوئے ان کی طرف نقیض پر انتہائے تفریط میں مشبہہ آئے جنہیں حشویہ و مجسمہ بھی کہتے ہیں ان خبیثوں نے صاف صاف مان لیا کہ ہاں اللہ تعالٰی کے لیے مکان ہے جسم ہے جہت ہے۔ اور جب یہ سب کچھ ہے تو پھر چڑھنا اترنا اٹھنا بیٹھنا چلنا ٹھہرنا سب آپ ہی ثابت ہے، یہ مردود وہی ہوئے جنہیں قرآن عظیم نے "فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ"[2]۔ (ان کے دلوں میں زیغ ہے۔ت) فرمایا اور گمراہ فتنہ پرداز بتایا تھا۔ وہابیہ ناپاک کو آپ جانیں کہ سب گمراہوں کے فضلہ خوار ہیں مختلف بدمذہبوں سے کچھ کچھ عقائد ضلالت لے کر آپ بھرت پورا کیا ہے یہاں بھی نہ چوکے، اور ان کے پیشوا اسمٰعیل نے صراط نامستقیم میں جو اپنے جاہل پیر کی اللہ تعالٰی سے

---

[1] القرآن الکریم ۳ /۷

[2] القرآن الکریم ۳ /۷

کی شان میں مدعی عیوب جسمی ومکانی ہوئے، چہارم محرم الحرام ۱۳۱۸ ہجریہ قدسیہ کو اس باب اور انہیں صاحب کے متعلق دو امر دیگر میں حضرت تاج المحققین عالم اہلسنت دام ظلہم العالی سے استفتاء ہوا حضرت نے نفس حکم بنہایت اجمال ارشاد فرمایا: پونے دو مہینے کے بعد بست وششم ۲۶ صفر کو ان کے متعلق ایک پریشان تحریر گمراہی وجہالت وسفاہت وضلالت کی بولتی تصویر آئی ایسے ہذیانات کیا قابلِ التفات مگر حفظ عقائد عوام ونصرت سنت واسلام کے لحاظ سے یہ چند سطور لوجہ اللہ مسطور ہا اہل حق بنگاہِ انصاف نظر فرمائیں اور امر عقائد میں کسی گمراہ مکار کے کہنے میں نہ آئیں۔

وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ (مجھے توفیق صرف اللہ تعالٰی سے ہے اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔ ت)

مسئلہ ۵۱: از سسوان قاضی محلہ مرسلہ حاجی فرحت علی صاحب ۴ محرم ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص یہ کہے کہ اللہ رب العزت عرش پر بیٹھا ہے اور کہیں نہیں ہے شرعًا اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

اللہ عزوجل مکان وجہت وجلوس وغیرہا تمام عوارض جسم وجسمانیات وعیوب ونقائص سے پاک ہے، یہ لفظ کہ اس شخص نے کہا سخت گمراہی کے معنی دیتا ہے اس پر توبہ لازم ہے عقیدہ اپنا مطابق اہل سنت کرے، واللہ الہادی۔

نقل تحریر ضلالت تخمیر قنوجی بقیر:

مسئلہ: اللہ تعالٰی کا عرش پر ہی ہونا:

الجواب:

الرحمن علی العرش استوٰی اللہ تعالٰی عرش پر بیٹھا یا چڑھا یا ٹھہرا۔ ان تین معنی کے سوا اس آیت میں جو کوئی اور معنی کہے کا وہ بدعتی ہے۔ اللہ تعالٰی نے اپنے کلام شریف میں سات جگہ اس مضمون کو ذکر فرمایا ہے۔ دیکھو فتح الرحمن تفسیر قاری شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وتفسیر موضح القرآن

تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا(اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے جو ظالم کہتے ہیں ت)

ضرب ۶۳: وہابیہ مجسمہ کے پیر مغاں اسمٰعیل آنجہانی علیہ ما علیہ کے دادا پیر اور استاد اور باپ یعنی جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا ارشاد اوپر گزرا کہ اہلسنت کے اعتقاد میں اللہ تعالٰی عزوجل مکان سے پاک ہے، اس کے بدمذہب ہونے میں انہیں کا فتوٰی کافی۔

ضرب ۶۴ تا ۶۷: بحرالرائق وعالمگیری وقاضی خان وفتاوٰی خلاصہ کی عبارتیں بھی اوپر گزریں کہ جو اللہ عزوجل کے لیے مکان مانے کافر ہے۔

یہ تو اوپر کے پانچ تھے اب اصل طرز کے لیجئے یعنی اس کی مستند کتابوں سے اُسے رگیدنا، پھر کچھ دلائل قاطعہ عقلیہ ونقلیہ کے جگر دوز جوشن گزار تیروں سے مجسمیت کا کلیجا چھیدنا، وباللہ التوفیق ووصول التحقیق۔

ضرب ۶۸: مدارک شریف سورہ اعراف میں ہے:

انہ تعالٰی کان قبل العرش ولا مکان وھو الاٰن کما کان لان التغیر من صفات الاکوان[1]۔	بے شک اللہ تعالٰی عرش سے پہلے موجود تھا جب مکان کا نام و نشان نہ تھا اور وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا جب تھا اس لیے کہ بدل جانا تو مخلوق کی شان ہے۔

ضرب ۶۹: یونہی سورہ طٰہٰ میں تصریح فرمائی کہ عرش مکانِ الٰہی نہیں، اللہ عزوجل مکان سے پاک ہے، عبارت سابقًا منقول ہوئی۔

ضرب ۷۰: سورہ یونس میں فرمایا:

ای استولی فقد یقدس الدیان جل وعزعن المکان والمعبود عن الحدود[2]۔	استوا بمعنی استیلاء وغلبہ ہے نہ بمعنی مکانیت اس لیے کہ اللہ عزوجل مکان سے پاک اور معبود جل وعلا حدونہایت سے منزہ ہے۔

ہزار نفرین اس بیحیا آنکھ کو جو ایسے ناپاک بول بول کر ایسی کتابوں کا نام لیتے ہوئے ذرا نہ جھپکے۔

---

[1] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۷/ ۵۴ دارالکتاب العربی بیروت ۲/ ۵۶

[2] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) آیت ۱۰/ ۳ دارالکتاب العربی بیروت ۲/ ۱۵۳

اولاً: آیہ کریمہ "وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا" [1]۔ (اللہ تعالٰی کی قدرت ہر چیز کو محیط ہے۔ت) کے مخالف ہے۔

ثانیاً: کریمہ "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" [2]۔ (تم جدھر پھرو تو وہاں اللہ تعالٰی کی ذات ہے۔ت) کے خلاف ہے۔

ثالثاً: زمین کروی یعنی گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی ثابت ہوئی ہے اور بحمد اللہ ہر جگہ اسلام پہنچا ہوا ہے نئی پرانی دنیا میں سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کلمے سے گونج رہی ہیں شریعتِ مطہرہ تمام جہاں کو عام ہے۔

"تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَاۙ" [3]۔	وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے خاص بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ سب جہانوں کے لیے ڈر سنانے والا ہو۔ (ت)

اور صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان احدکم اذاکان فی الصلوۃ فان اللہ تعالٰی قبل وجھہ فلایتنخمن احد قبل وجھہ فی الصلوۃ [4]۔	جب تم میں کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کے منہ کے سامنے ہے تو ہرگز کوئی شخص نماز میں سامنے کو کھکار نہ ڈالے۔

اگر اللہ تعالٰی ایک ہی طرف ہے تو ہر پارہ زمین میں نماز پڑھنے والے کے سامنے کیونکر ہو سکتا ہے۔

رابعاً: ان گمراہوں مکان و جہت ماننے والوں کے پیشواؤں ابن تیمیہ وغیرہ نے اللہ تعالٰی کے جہت بالا میں ہونے پر خود ہی یہ دلیل پیش کی ہے کہ تمام جہان کے مسلمان دعا و مناجات کے وقت ہاتھ اپنے سروں کی طرف اٹھاتے ہیں، ہر ظاہر کہ یہ دلیل علیل کلیل کہ ائمہ کرام جس کے پرخچے اڑا چکے اگر ثابت کرے گی تو اللہ عزوجل کا سب طرف سے محیط ہونا کہ ایک ہی طرف ہوتا تو وہیں کے

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۶

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۵

[3] القرآن الکریم ۲۵/ ۱

[4] صحیح البخاری کتاب الاذان باب ھل یلتفت لامر ینزل بہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰۴

مسلمان سرکی طرف ہاتھ اٹھاتے جہاں وہ سروں کے مقابل ہے باقی اطراف کے مسلمان سروں کی طرف کیونکر اٹھاتے بلکہ سمت مقابل کے رہنے والوں پر لازم ہوتا کہ اپنے پاؤں کی طرف ہاتھ بڑھائیں کہ ان مجسمہ کا معبود اُن کے پاؤوں کی طرف ہے۔ بالجملہ پہلی شق باطل ہے، رہی دوسری اس پر یہ احاطہ عرش کے اندر اندر ہرگز نہ ہوگا ورنہ استواء باطل ہوجائے گا، ان کا معبود عرش کے اوپر نہ ہوگا نیچے قرار پائے گا، لاجرم عرش کے باہر سے احاطہ کرے گا اب عرش ان کے معبود کے پیٹ میں ہوگا تو عرش اس کا مکان کیونکر ہوسکتا ہے بلکہ وہ عرش کا مکان ٹھہرا اور اب عرش پر بیٹھنا بھی باطل ہوگیا، کہ جو چیز اپنے اندر ہو اس پر بیٹھنا نہیں کہہ سکتے کیا تمہیں کہیں گے کہ تم اپنے دل یا جگر یا طحال پر بیٹھے ہوئے ہو، گمراہو، حجۃ اللہ یوں قائم ہوتی ہے۔

ضرب ۹۳: اقول: شرع مطہر نے تمام جہان کے مسلمانوں کو نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم فرمایا، یہی حکم دلیل قطعی ہے کہ اللہ عزوجل جہت و مکان سے پاک و بری ہے، اگر خود حضرت عزت جلالہ کے لیے طرف وجہت ہوتی محض مہمل باطل تھا کہ اصل معبود کی طرف منہ کرکے اس کی خدمت میں کھڑا ہو تا اس کی عظمت کے حضور پیٹھ جھکانا اس کے سامنے خاک پر منہ ملنا چھوڑ کر ایک اور مکان کی طرف سجدہ کرنے لگیں حالانکہ معبود دوسرے مکان میں ہے، بادشاہ کا مجرئی اگر بادشاہ کو چھوڑ کر دیوان خانہ کی کسی دیوار کی طرف منہ کرکے آداب مجرا بجالائے اور دیوار ہی کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہے تو بے ادب مسخرہ کہلائے گا یا مجنون پاگل۔ ہاں اگر معبود سب طرف سے زمین کو گھیرے ہوتا تو البتہ جہت قبلہ مقرر کرنے کی جہت نکل سکتی کہ جب وہ ہر سمت سے محیط ہے تو اس کی طرف منہ تو ہر حال میں ہوگا ہی ایک ادب قاعدے کے طور پر ایک سمت خاص بنادی گئی، مگر معبود ایسے گھیرے سے پاک ہے کہ یہ صورت دو ہی طور پر متصور ہے، ایک یہ کہ عرش تا فرش سب جگہیں اس سے بھری ہوں جیسے ہر خلا میں ہوا بھری ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عرش سے باہر باہر افلاک کی طرح محیط عالم ہو اور بیچ میں خلا جس میں عرش و کرسی، آسمان و زمین و مخلوقات واقع ہیں، اور دونوں صورتیں محال ہیں، پچھلی اس لیے کہ اب وہ صمد نہ رہے گا صمد وہ جس کے لیے جوف نہ ہو، اور اس کا جوف تو اتنا بڑا ہوا معہذا جب خالق عالم آسمان کی شکل پر ہوا تو تمہیں کیا معلوم ہوا کہ وہ یہی آسمان اعلٰی ہو جسے فلک اطلس و فلک الافلاک کہتے ہیں، جب تشبیہ ٹھہری تو اس کے احتمالے پر کیا دلیل ہوسکتی ہے اور پہلی صورت اس سے بھی شنیع تر وبدیہی البطلان ہے کہ جب مجسمہ گمراہوں کا وہی معبود عرش تا فرش ہر مکان کو بھرے ہوئے ہے تو معاذاللہ ہر پاخانے غسل خانے میں ہوگا مردوں کے پیٹ اور عورتوں کے

صلوۃ الحدیث[1]۔	فرمائی جو فرمائی اس وحی میں پچاس نمازیں بھی ہیں۔ الحدیث (ت)

تو اگر تیرے زعم باطل کے طور پر اطلاق مکان ثابت ہوگا تو سدرہ پر نہ عرش پر، انہیں کو احادیث صریحہ کہا تھا۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

چوتھا پانچہ

یہ ادعا کہ استواء علی العرش کے معنی بیٹھنا، چڑھنا، ٹھہرنا مطابق سنت ہیں۔

ضرب ۱۰۸: اقول: تم وہابیہ کے دھرم میں تشریع کا منصب تین قرن تک جاری رہا تھا، اور اس کے بعد عمومات و اطلاقاتِ شرعیہ کا دروازہ بھی بند ہوگیا، تو نے اسی تحریر میں لکھا ہے۔ جو بات امور دین میں بعد قرون ثلثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعۃ ضلالۃ (اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ت)

اب ذرا تھوڑی دیر کو مرد بن کر استواء علی العرش کے ان تینوں معنی کا صحابہ کرام یا تابعین یا تبع تابعین کے ائمہ سنت سے باسانید صحیحہ معتمدہ ثبوت دیجئے ورنہ خود اپنی بدعتی گمراہ بددین فی النار ہونے کا اقرار کیجئے تیرہ صدی کے دو ایک ہندیوں کا لکھ دینا سنت نہ ثابت کرسکے گا۔

ضرب ۱۰۹: اقول: تُو نے اسی تحریر میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے انکار میں لکھا: کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے ثابت نہیں، کہے کی شرم اور غیر مقلدی کی لاج ہے تو ان تینوں معنی کا ثبوت بھی کسی حدیث صحیح سے دو ورنہ اپنے لکھے کو سر پہ ہاتھ رکھ کر رودو۔

ضرب ۱۱۰: اقول: یہ تو الزامی ضربیں تھیں اور تحقیقاً بھی قرآن عظیم کے معنی اپنی رائے سے کہنا سخت شنیع و ممنوع ہے تو ایسے معنی کا سلف صالح سے ثابت دینا ضرور اور قول بے ثبوت مردود و مہجور۔

ضرب ۱۱۱: ہر عاقل سمجھتا ہے کہ مولٰی سبحنہ وتعالٰی نے استواء کو اپنی مدح وثناء میں ذکر فرمایا ہے۔ معاذ اللہ بیٹھنے چڑھنے، ٹھہرنے میں اس کی کیا تعریف نکلتی ہے کہ ان سے اپنی مدح فرماتا اور مدح بھی ایسی کہ بار بار، بتکرار سات سورتوں میں اس کا بیان لاتا تو ان معانی پر استواء کو لینا مدح و تعریف میں قدح و تحریف میں کردینا ہے لاجرم بالیقین یہ ناقص و بے معنی معانی ہر گز مراد رب العزۃ نہیں۔

ضرب ۱۱۲: اب معلوم ہوچکا کہ آیاتِ متشابہات میں اہل سنت کے صرف دو[2] طریق ہیں:

---

[1] صحیح البخاری کتاب التوحید باب کلم اللہ موسٰی تکلیماً قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۲۰

جنت بیت کے بیت کعبے کی کیا خصوصیت رہے گی۔ لاجرم شق سوم ہی حق ہے اور آیاتِ استواء سے کہ یہاں تک کوئی آیت و حدیث ان محال وبے ہودہ معنی پر محمول نہیں جو ناقص افہام میں ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتے ہیں بلکہ تفہیم عوام کے لیے ان کے پاکیزہ معانی ہیں، اللہ عزوجل کے جلال کے لائق جنہیں ائمہ کرام اور خصوصاً امام بیہقی نے کتاب الاسماء میں مشرح بیان فرمایا اور ان کی حقیقی مراد کا علم اللہ عزوجل کو سپرد ہے

اٰمنّا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولو الالباب ۝ والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین امین!	ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے، اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔ اور درود و سلام نازل ہو سید المرسلین محمد مصطفی پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ آمین (ت)

ساتواں تپانچہ

الحمدللہ مسئلہ عرش وزمکان سے فراغ پایا کہ اس رسالے کا موضوع اصلی تھا۔ اب تحریر وہابیت تحمیر کے دو حرف اخیر دو مسئلہ دیگر کے متعلق باقی ہیں ان کی نسبت بھی سرسری دو چار ہاتھ لیجئے کہ شکایت نہ رہے۔

قولہ مسئلہ: فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

الجواب:

کسی صحیح حدیث قولی وفعلی وتقریری سے فرضوں کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں۔

اقول: ضرب ۲۱۶: کسی صحیح حدیث قولی وفعلی وتقریری سے اللہ تعالٰی کا عرش کے سوا اور کہیں نہ ہونا ثابت نہیں دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے بے حدیث صحیح بدعت مگر خدا پر حکم لگادینے کو صرف تیری زبان دعا کی حاجت ع

نجدی بے شرم شرم ہم بدار

(بے شرم نجدی! کچھ شرم کر)

ضرب ۲۱۷: کسی صحیح حدیث قولی وفعلی وتقریری سے عرش کا مکانِ الٰہی ہونا ثابت نہیں، اپنے رب کے حضور التجا کے لیے ہاتھ پھیلانے کو حدیث صحیح کی ضرورت، مگر اللہ عزوجل کو مکانی دینے اس کی مخلوقات سے مشابہ بنادینے کو فقط تیری بدلگام زبان حجت ع

مکن خود را مکاں در قعر نار

(اپنا ٹھکانا مت بنا آگ کی گہرائی میں۔ت)

ضرب ۲۲۹: حکم بالوضع بے دلیل ومردود ہے۔

ضرب ۲۳۰: میزان الاعتدال میں ان احادیث کا ذکر نہیں، کیا بلاوجہ بھی جھوٹ کی عادت ہے اور قاصر کیا موقع پر ہے۔

قولہ مسئلہ: غیر مقلدوں کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔

الجواب: جو شخص کسی مسلمان کو بلاثبوت شرعی فاسق یا مبتدع یا کافر کہے خود اسی کا مصداق ہے۔

اقول: ضرب ۲۳۱: بھلا کسی مسلمان کو بلاثبوت برا کہنا یہ جرم ہوا اور جو ناپاک بے باک اپنی گمراہی کی ترنگ میں مسلمانوں کے رب کو نہ صرف بلاثبوت بلکہ قطعًا برخلاف ثبوت شرعی مکان بتائے اسے اس کی مخلوق محتاج کے مانند بنائے وہ مردود کس لفظ کا مصداق ہے اسے کس سزا کا استحقاق ہے۔

ضرب ۲۳۲: اپنے پیر مغان اسمٰعیل دہلوی علیہ ما علیہ کی خوب خبر لی وہ اور اس کی تمام ذریت اہل تذبذب وتجدیت اسی مرض مہلک میں گرفتار ہیں کہ مسلمانوں کو بلاثبوت شرعی محض بزور دوزبان وزور بہتان مشرک بدعتی بنانے کو تیار ہیں "قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾"[1] (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) مردک نے خود ہی شرک کی تعریف کی کہ جو باتیں خدا نے اپنی تعظیم کے لیے خاص کی ہیں وہ دوسروں کے لیے بجالانا اور پھر شرک کی مثالوں میں گنادیا، کسی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا، کسی کی قبر کو مورچھل جھلنا، الحمدللہ کہ تم جیسے سپوتوں نے اس مردک کے خود مشرک ہونے کا اقرار کردیا۔

ضرب ۲۳۳: یونہی تم نئی پود والے جن پر لوں بیالوں کے گرگے ہو یعنی بھی دہلوی اور اس کے اذناب غوی تم سب کا مسلک ناپاک ہے کہ تقلید ائمہ کو بلاثبوت شرعی شرک اور مقلدین کو مشرک کہتے ہو، الحمدللہ کہ تم خود اپنے منہ آپ مشرک بنے کہ کرو کہ نیافت۔

ضرب ۲۳۴: تمہارے طائفہ غیر مقلدین کا فسق مبتدعین ہونا بے ثبوت شرعی نہیں بلکہ علمائے عرب وعجم بکثرت دلائل قاہرہ سے ثابت فرماچکے سینہ زوری سے نہ ماننا تو اس کا کیا علاج۔

ضرب ۲۳۵: جناب شیخ مجدد الف ثانی رسالہ مبدء ومعاد میں فرماتے ہیں:

مدتے آرزوئے آں داشت کہ وجہے پیدا شود در مذہب حنفی تا در خلف امام قرأت فاتحہ نمودہ آید اما بواسطہ رعایت مذہب بے اختیار	مدت تک یہ آرزو رہی کہ حنفی مذہب میں قرأت خلف الامام کی کوئی صورت بن جائے تاہم غیر اختیاری طور پر مذہب کی رعایت میں امام کی

[1] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

ترک قراءت بیکردو دیں ترک را از قبیل ریاضت مجاہدہ می شمرد آخر الامر سبحانہ تعالیٰ ببرکت رعایت مذہب کہ نقل از مذہب الحادست، حقیقتِ مذہب حنفی در ترک قراءت ماموم ظاہر ساخت و قراءت حکمی از قراءت حقیقی در نظر بصیرت زیبا تر نمود۔[1]	مقتداء میں قراءت نہ کی بلکہ ترک قراءت کو تکلف محسوس کرتا رہا، بالآخر مذہب کی رعایت کی برکت سے مقتدی کے لیے ترک قراءت کی حقیقت ظاہر ہوگئی جبکہ اپنے مذہب سے دوسرے مذہب میں منتقل ہونا الحاد ہے، چنانچہ حقیقی قراءت سے حکمی قراءت نظر بصیرت میں خوب تر معلوم ہوئی۔ (ت)

یہاں حضرت ممدوح غیر مقلدوں کو صاف صاف ملحد فرمارہے ہیں، آپ کے نزدیک یہ فرمانا مطابق ثبوت شرعی ہے جب تو آپ اور آپ کے سارے حاشیہ نشینوں کو الحاد و بے دینی کا خلعت مبارک، پھر آپ فاسق و مبتدع کہنے پر کیوں بگڑیں، ہاں شاید یوں بگڑے ہو کہ مرتبہ گھٹا دیا ملحد زندیق سے گھٹا کر فاسق مبتدع رکھا، اور اگر یہ فرمانا بے ثبوت شرعی ہے تو آپ کے طور پر حضرت شیخ مجدد معاذ اللہ ملحد قرار پائیں گے جلد بتاؤ کہ دونوں شقوں سے کون سی شق تمہیں پسند ہے، ہنوز بس نہیں، جب جناب شیخ ایسے ٹھہریں گے تو شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب کہاں بچیں گے کہ یہ ان کے مرید ان کے معتقد ہیں انہیں اکابر اولیاء سے جانتے ہیں اور جو کسی ملحد کو مسلم کہے خود ملحد ہے نہ کہ امام اسلام و ولی و مقدم کہنے والا، اور ابھی انتہا کہاں، جب یہ سب حضرات ایسے ہوئے تو وہابیہ مقلدین کا شیخ مقتول اسمٰعیل مقلدوں علیہ ما علیہ کدھر بھاگے گا، یہ تینوں کا مداح تینوں کا خادم تینوں کو دین کے تینوں کو امام، تو یہ خود ملحد در ملحد ملحدوں کا ملحد ہوا اور اب تم کہاں جاتے ہو تم اس ایک کے ویسے ہی ہو جیسا وہ ان تینوں کا، تو دیگ الحاد کی پھلکی کھرچن الحادی ہوٹل کی پیچھے کی تلچھٹ تم ہوئے اب کہو کون سی شق پسند رہی، ہر شق پر الحاد کی آفت تمہارے ہی ماتھے گئی۔

قولہ: ائمہ دین و مسلمانان قرون ثلثہ سب غیر مقلد تھے۔

اقول: ضرب ۲۳۶۔ محض جھوٹ ہے، تابعین و تبع تابعین میں تو لاکھوں مقلدین تھے ہی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں بھی ہزاروں حضرات خصوصاً اعراب و اکثر عامہ مقلد تھے۔ قرونِ ثلثہ کے کروڑوں مسلمانوں میں ہر شخص کو مجتہد جاننا آپ ہی جیسے فاضل اجہل کا کام ہے یہاں

[1] مبدء و معاد مجدد الف ثانی مطبع مجددی امرتسر انڈیا ص ۲۷

الاسألوا اذلم یعلموا فانما شفاء العی السؤال[1]۔	انہوں نے خود نہ جانتے پر پوچھا کیوں نہیں کیوں کہ عاجز کا علاج پوچھنا ہے۔(ت)

ہاں تمہارے طائفہ گمراہ کی غیر مقلدی بہت نوپیدا حادث ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی نے بارھویں صدی میں نکالی، دیکھو سرور علمائے مکہ معظمہ شیخ حرم حضرت سیدنا احمد زینی قدس سرہ کا رسالہ الدرر السنیہ فی الرد علی الوھابیہ۔

ضرب ۲۳۰: ہم اہلسنت کو ان گمراہوں سے نزاع اولاً تقلید کو شرک بتانے، ثانیاً اس کے حرام ٹھہرانے، ثالثاً بے لیاقت اجتہاد اس کا ترک جائز بتانے میں ہے، یہ چالاک عیار تینوں کو چھوڑ کر تقلید شخصی میں جھگڑنے لگتے ہیں، یہ ان مکاروں کا قدیم طریقہ جال بچھانے کا ہے، یہ ثابت ہو، اس کے پیچھے بھی یہی چال چلے پھر بھی چوتھی صدی جھوٹ بتاؤ، ان کے شیخ مقتول اسمٰعیل مخذول کے دادا ور دادا استاد اور پردادا پیر شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ انصاف میں اعتراف کر گئے کہ:

بعد المائتین ظهر بینهم التمذهب للمجتهدین باعیانهم وقل من کان لایعتمد علی مذهب مجتهد بعینه وکان هذا هو الواجب فی ذلک الزمان[2]۔	یعنی دو صدی کے بعد خاص ایک مجتہد کے مذہب کا پابند بننا اہل اسلام میں ظاہر ہوا کہ کم ہی کوئی شخص تھا جو ایک امام معین پر اعتماد نہ کرتا ہو، اور یہی واجب تھا اس زمانے میں۔

قولہ: اور جو بات امور دین میں بعد قرون ثلثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعۃ ضلالۃ۔

ضرب ۲۳۱: جیسی تمہاری غیر مقلدی کہ تین چھوڑ بارھویں قرن میں قرن الشیطان کے پیٹ سے نکلی۔

ضرب ۲۳۲: شیر کے بن میں ڈکرانے والا بیل اپنی موت اپنے منہ مانگتا ہے، اللہ تعالٰی کے لیے مکان ثابت کرنا بتا تو دے کہ قرون ثلثہ میں کس نے مانا، تو تیرا اقرار ہوا، تیرا دین تیرے ہی منہ سے بدعت ضلالت وفی النار اور تو بددین گمراہ مستحق نار ہے۔

ضرب ۲۳۳: اللہ عزوجل کے حالات ذاتیہ کا انکار قرون ثلثہ میں کس نے کیا، یہ بھی تیری بدعت و

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدور یتیمم آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۴۹

[2] رسالہ انصاف شاہ ولی اللہ باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ مع حجہ مکتبہ دار شفقت، تحقیقی ترکی ص ۱۱

سے کہتا قرونِ ثلثہ میں کبھی کسی کا کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا اور وہ جو فرمائے اس پر عمل کرنا ہو یا نہیں، بے شک ہوا ور ہر قرن میں ہوا اور شب و روز ہوتا رہا، اور تقلید کس چیز کا نام ہے، اگر کبھی خواب میں بھی کتب حدیث کی ہوا لگی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ عوام و علماء کا یہ استفتاء و فتاو نہ صرف زمانہ صحابہ بلکہ زمانہ رسالت سے ہمیشہ رائج رہا۔

ضرب ۲۳۷: اہل زمانہ غیر مقلدین کے بارے میں سوال کریں کہ ان کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ علمائے سنت جواب فرمائیں کہ ممنوع و مکروہ ہے، اس سوال و جواب کو ائمہ مجتہدین پر حمل کرنا، جہالت نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ حرامزدگی ہے۔ غیر مقلد اس طائفہ تالفہ ضالہ حائفہ کا نام ہے جو تقلید شیطان میں تقلید ائمہ دین سے انکار و کفتا ہے، مقلدین ائمہ کو مشرک کہتا ہے، بچے ہر خرنا شخص کو بے جان ارشادات ائمہ اپنی عقل ناقص پر چلنے کا حکم دیتا ہے، رسول کے معانی لغوی لے کر غیر مستی پر حمل کرنا کیسی حماریت کبریٰ ہے، یہ وہی مثل ہوئی کہ قارورے کو قارورہ کیوں کہتے ہیں اس لیے کہ اس میں پانی کا قرار ہے تو تمہارا پیٹ بھی قارورہ ہو کہ اس میں بھی پانی کا قرار ہوتا ہے۔ جرجیر کو جرجیر کیوں کہتے ہیں اس لیے کہ وہ تجرجر یعنی حرکت کرتا ہے تو تمہاری داڑھی بھی جرجیر ہوئی کہ اسے بھی جنبش ہوتی ہے۔

ضرب ۲۳۸: اگر بفرض باطل لفظ غیر مقلدین ائمہ مجتہدین کو بھی شامل مانیے تو لفظ کے مصداق جب دو قسم ہوں ایک محمود، دوسری مذموم، اور محمود زمانہ سلف میں تھے اب تمہارے مذموم باقی ہیں تو اب حکم مذمت میں قید و تخصیص کی ضرورت نہیں ہر عاقل کے نزدیک حکم انہیں موجودین کے لیے ہوگا اسے عام سمجھنے والا یا مکابر سرکش ہے یا مسکین بدعقل، مثلاً ہر مسلمان کہتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کافر ہیں اس پر جو شخص اعتراض کرے کہ زمانہ موسوی کے یہود و عصر عیسوی کے نصاریٰ کہ دین حق پر قائم تھے مومنین تھے تم نے سب کو کافر کہہ دیا، تو یہ معترض نہیں دو حال سے خالی نہیں یا حرامزادہ شریر ہے یا خر مسکین۔

قولہ: تقلید ایک امر مستحدث ہے اور چوتھی صدی میں ایجاد ہوئی۔

اقول: ضرب ۲۳۹: سخت جھوٹے ہو بلکہ تقلید واجب واجب شرعی ہے، قرآن و حدیث نے لازم کی، زمانہ رسالت سے رائج ہوئی، قال اللہ تعالیٰ:

﴿فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[1]	علم والوں سے پوچھو اگر تم خود نہیں جانتے۔ (ت)

وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

[1] القرآن الکریم ۱۶ /۴۳ و ۲۱/ ۷

جسمانی جانتا اس کی قدرت و سمع و بصر و خالقیت و مالکیت وغیرہا کو محیط نہیں سمجھتا ائمہ دین سے باقرار خود رقابت رکھتا ہے عیاذًا باللہ وہ مبتدع ہیں یا اس وہابیہ کے نئے پچھے کا پردادا گرو گھنٹال شیخ مقتول اسمعیل دہلوی جس کے کفریات میں رسالہ مبارکہ الکوکبۃ الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیۃ تصنیف ہوا اور علمائے عرب و عجم نے اس کے ضلال بلکہ علمائے حرمین طیبین نے اس کے کفر پر فتوٰی دیا، یہاں سے یہ دکھانا ہے کہ جب تقلید کو امر دینی سمجھے والعیاذ باللہ مبتدع ہو تو اب شاہ ولی اللہ کی خبریں کہیے جو نہ مطلق تقلید بلکہ دو صدی کے بعد خاص تقلید شخصی کو واجب کہتے ہیں جس کی عبارت بھی گزری۔

ضرب ۲۵۰: در جناب مجددیت مآب کی نسبت کیا حکم ہوگا جو تقلید نہ مطلق تقلید بلکہ خاص تقلید شخصی کو ایسا سخت ضروری و مہم و امر عظیم دینی مانتے ہیں کہ اس کے ترک کو الحاد و بے دینی جانتے ہیں، عبارت اوپر گزری اور سنئے کہ وہ صحیح و مستفیض حدیثوں کو فقہی روایت کے مقابل نہیں سنتے اور روایت بھی کیسی کہ خود مختلف آئی اور اختلاف بھی کیسا کہ اپنے عامہ ائمہ کا فتوٰی تک مختلف امام محمد کی کتاب میں خود اس کے خلاف، اور حدیثوں کے مطابق اپنا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب مذکور کہ التحیات میں اشارہ کیا جائے اور اس پر بھی عامہ فتوٰی نے دیا مگر صرف اس بنا پر کہ یہ روایت ہمارے امام سے مشہور نہیں احادیث پر عمل کرنا جائز نہیں بتاتے۔ اس سے بڑھ کر تقلید اور وہ بھی خاص شخصی کو دینی ضروری سمجھنا اور کیا ہو سکتا ہے، مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۱۲ میں فرماتے ہیں:

مخدوما احادیث نبوی علی مصدرہا الصلوۃ والسلام در باب جواز اشارت سبابہ بسیار وارد شدہ اند، بعضے از روایت فقہیہ حنفیہ نیز دریں باب آمدہ وانچہ امام محمد گفتہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یشیر ونصنع کما یصنع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم قال ہذا قولی وقول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما از روایات نوادر است ما مقلدان را نمی رسد کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرأت در اشارت نمائیم	اے ہمارے مخدوم! تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کی کثیر احادیث وارد ہیں اور بعض حنفی حضرات کی اس بارے میں روایات فقہیہ بھی آئی ہیں، اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اشارہ فرماتے تھے اور ہم وہ کریں گے جو نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کرتے تھے۔ پھر انہوں نے فرمایا میرا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا یہی قول ہے، تو یہ نادر روایات میں سے ہے، تو ہم مقلد لوگوں کو براہ راست حدیث پر عمل نہیں کرنا چاہیے، کہ اشارہ کرنے کی جرأت کریں۔

الْخَبِیْرُ ﴿۱۴﴾ [1]۔	خبردار۔

بتانے والا جو فرمارہا ہے وہ تو نہ مانا جائے اور دلوں کے اندھے سمجھ کے دشمن جو ڈھکوسلے دوڑاتے ہیں وہ سنی جائیں، اس سے بڑھ کر گدھا پن کیا ہوسکتا ہے، یہ انجیل جو اب نصارٰی کے پاس ہے اس کی پہلی کتاب کا پہلا باب آسمان وزمین کے بیان پیدائش ہی سے شروع ہے رہی دلیل عقلی، ذرا انصاف درکار، اتنا بڑا جسم جسے کروڑوں آنکھیں دیکھ رہی ہیں اس کا وجود محتاج دلیل ہے یا جو کہے یہ معدوم محض یہ سب آنکھوں کی غلطی ہے یہ بڑی دھوکا کی ٹٹی ہے اس کے ذمے ہے کہ دلیل قطعی سے اس کا عدم ثابت کرے یوں تو ہر چیز پر دلیل عقلی قائم کرنی ہوگی آفتاب جسے نصارٰی بھی مانتے ہیں کیا دلیل ہے کہ یہ فی نفسہ کوئی وجود رکھتا ہے اور نگاہ کی غلطی نہیں غرض محسوسات سے بھی امان اٹھ کر دین ودنیا کچھ قائم نہ رہیں گے عنادیہ کا مذہب آجائے گا، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۳: از لاہور حویلی میاں خاں نزد مکان حکیم محمد نور صاحب مرسلہ اللہ دیا شاہ ۶ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

میں ایک حنفی المذہب شخص ہوں میں نے ایک مجمع میں جس میں غیر مقلد و مرزائی وغیرہ شامل تھے یہ کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات بے زوال ہے اور اس کو زوال نہیں جس پر انہوں نے مجھے کافر مشرک اور بے دین کہا یہ بھی کہا کہ کسی عالم نے آج تک اس مسئلہ پر کچھ نہیں لکھا اس واسطے تم جھوٹے ہو آپ کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ اس کے متعلق فتوٰی عنایت فرمائیں میں نے لاہور کے چند علماؤں سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم راستی پر ہو اور انہوں نے مجھے فتوٰی بھی دیئے۔ اب میری یہ آرزو ہے کہ میں ان فتوؤں کو جمع کرکے چھپوادوں چونکہ آپ ہماری جماعت حنفیہ کے حکیم حاذق ہیں اور ہمیں آپ کی ذات بابرکت پر بڑا فخر وناز ہے۔

الجواب:

بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات وصفات وفضائل وکمالات کبھی زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مترقی ہیں، **قال اللہ تعالٰی۔**

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ﴿۴﴾ [2]۔	اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے۔ (ت)

یہاں کسی عاقل مسلم کی یہ مراد نہیں ہوسکتی کہ حرکت وانتقال حقیقی ہے، نہ کوئی مسلمان اس کی نفی کرے گا۔

[1] القرآن الکریم ۶۷/ ۱۴

[2] القرآن الکریم ۹۳/ ۴

ازینجاست حفظ اعراس مشائخ۔[1]	مشائخ کے عرس منانا اس حدیث سے ثابت ہے (ت)

گیارھویں شریف کی تعیین بھی اسی باب سے ہے، مگر ثواب کی کمی بیشی اس پر نہیں، جب کریں ویسا ہی ثواب ہوگا۔ ہاں اوقاتِ فاضلہ میں اعمال فاضلہ زیادہ نورانیت رکھتے ہیں، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۵: از بریلی ڈاکخانہ میرگنج محلہ چڑلکھی مکان منشی عبدالکریم مرسلہ محمد حسن صاحب ۶ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

آناں بملک ما برائے چند کلام نزاع برخاستہ اند اولاً مابین علمائے چند فرق شدہ اند یکے دیگرے را وہابی گویند و در پیش آں صلوٰۃ خوانی مکروہ تحریمی و عقائد قوم و جماعت وہابیہ اینکہ مولود خوانی و زیارت قبور و فاتحہ و تسبیح و تہلیل و عرس کردن ایں سب امور را حرام گویند و انجا افعال کنندہ را بدعتی گویند و در پیش ایں جماعت نماز نمی خوانند ایں ہر دو جماعت ہمچنیں فساد می کنند لیکن کیفیت وہابی و سنی چیست نہ معلوم اند۔	ہمارے ملک میں چند اختلافی باتیں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں جن میں سے پہلی یہ کہ علماء کے درمیان کچھ گروہ ہیں جو ایک دوسرے کو وہابی کہتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں۔ وہابی قوم کے عقائد یہ ہیں کہ وہ میلاد خوانی، زیارت قبور، فاتحہ، تسبیح و تہلیل اور عرس کرنے کو حرام کہتے ہیں، اور ایسے افعال کرنے والے کو بدعتی کہتے ہیں، اور ان کی جماعت میں نماز نہیں پڑھتے۔ یہ دونوں جماعتیں اس طرح فساد کرتی ہیں لیکن وہابی اور سنی کی کیفیت کیا ہے یہ معلوم نہیں (ت)

الجواب:

دریں دیار منکرانِ میلاد خوانی و زیارت قبور و فاتحہ و تسبیح و تہلیل جز وہابیہ نہ باشند و ہمچناں منکرانِ نفس عرس، اما عرسیکہ مشتمل بر رقص باشد خود بد است، نماز پس وہابیہ جائز نیست، درفتح القدیر است روی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہم ان الصلوۃ خلف اہل الاھواء لاتجوز۔[2]	اس ملک میں میلاد خوانی، زیارتِ قبور، فاتحہ اور تسبیح و تہلیل کا منکر وہابیوں کے سوا کوئی نہیں، یونہی نفس عرس کا منکر بھی ان کے علاوہ کوئی نہیں، رہا رقص پر مشتمل عرس تو وہ خود ناجائز ہے، وہابیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ فتح القدیر میں ہے: امام محمد نے امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی کہ بے شک بدمذہبوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

[1] ہمعات ہمعہ ۱۱ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد پاکستان ص ۵۸

[2] فتح القدیر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۰۴

انکار امور مذکورہ شعار وہابیہ است، ہمچناں استمداد از انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و یارسول اللہ و یا علی گفتن را شرک می گویند، وخلاصہ مذہب ایشاں آنست کہ امام آنہا در تقویۃ الایمان[1] گفت کہ جز خدا ہیچ کس را قائل مباش، و مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم را خود ہمیں بزرگی داشت چنانکہ برادر کلاں را بر برادر خورد، وازیں قسم بسیار سخنہائے گستاخی با انبیاء و اولیاء خود حضور سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء جا دیدہ است، حاصل مذہب ایں خبثا آنست کہ حضرت مولوی قدس سرہ در مثنوی شریف فرمود ؎

ہمسری با انبیاء برداشتند
اولیاء را ہمچو خود پنداشتند[2]

واللہ تعالٰی اعلم۔

امور مذکورہ کا انکار وہابیوں کا شعار ہے، اسی طرح اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگنے اور یارسول اللہ اور یا علی کہنے کو شرک قرار دیتے ہیں، ان کے مذہب کا خلاصہ وہ ہے جو ان کے امام نے تقویۃ الایمان میں کہا کہ اللہ تعالٰی کے سوا کسی کا قائل مت ہو، اور محمد مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خود یہ صرف اتنی بڑائی دیتے ہیں جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر، اس قسم کی بہت سی گستاخانہ باتیں نبیوں، ولیوں اور خود حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ پر چسپاں کرتے ہیں، ان خبیثوں کے مذہب کا حاصل وہ ہے جو حضرت مولوی (مولانا روم) قدس سرہ نے مثنوی شریف میں فرمایا ہے انہوں نے نبیوں کے ساتھ برابری کا دعوٰی کھڑا کردیا اور اولیاء اللہ کو اپنے جیسا سمجھ لیا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۵۶ تا ۲۶۰: از فورٹ سنڈیمن بلوچستان رسالہ ژوب ملیشیا مرسلہ مستری احمد الدین ۳۰ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

(۱) مولود شریف کرنا کیسا ہے اور بوقتِ بیانِ ولادت شریف قیام کرنا کیسا ہے؟

(۲) گیارھویں حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کرنی کیسی ہے؟

(۳) کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر ختم دینا جائز ہے یا ناجائز؟

(۴) اٹھتے بیٹھتے یارسول اللہ کہنا، آپ کو حاضر ناظر جاننا اور عالم الغیب ماننا کیسا ہے؟

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۰

[2] مثنوی معنوی حکایت مرد بقال الخ مؤسسہ انتشارات اسلامی لاہور دفتر اول ص ۵۸

اس وقت آپ کو ظاہر ہوجائے گا کہ جو شخص اللہ و رسول کو گالیاں دینے والوں کو کافر نہ جانتا درکنار علمائے دین و اکابر مسلمین جانے وہ کیونکر مسلمان، پھر مسئلہ عرس وفاتحہ وفرعی مسائل کا اس کے سامنے ذکر کیا ہے، فقط۔

مسئلہ ۶۳: ۳ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ بر وردوینی و یقینی مولوی محمد فاروق صاحب سلمہ

الجواب:

بعد تحیہ مسنونہ، اس وقت آپ کا خط تلاش کیا نہ ملا معلوم نہیں اس میں کیا لکھا تھا ایک سوال دربارہ عرس یاد ہے عرس شریف کا ثبوت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے رسالہ ذبیحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے دیا ہے، شاہ صاحب موصوف و ان کے سب اہل عرس کرتے ہیں، ایک پنجابی نے اس پر اعتراض کیا جس کا جواب شاہ صاحب نے حدیث سے دیا، کلام اس عرس شریف میں ہے جو منکرات شرعیہ سے خالی ہو، اس میں خیر کے سوا کیا ہے، اور خیر کا بعینہٖ منقول ہونا کچھ ضرور نہیں، یہ مسئلہ صدیق وفاروق وصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم میں طے ہولیا کہ اگرچہ حضرت اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نہ کیا مگر کام خیر ہے لہٰذا کیا جائے، اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا، سوال کا جواب تو اتنا ہے مگر مدارس کی تعمیر اور ان میں مدرسین کا تنخواہوں کے ساتھ تقرر اور اس میں درس نظامی یا اور کسی مقرر کردہ نصاب کا تعین اور اس میں ماہانہ وسالانہ امتحان اور اس میں کامیابیوں کے نمبر اور ان پر انعام اور کتابیں چھاپنا، کمیشن مقرر کرنا وغیرہ ہزاروں باتیں منکرین میں رائج ہیں وہ سب بھی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں، مجھے تعجب ہے کہ ان باتوں کی تصریح امام اعظم سے کہاں انہیں ہاتھ لگی یونہی بچے اور اپنے اہل وعیال کے فرض وواجب واجب النفقہ کا کوٹ تسکیری سے ادا کرنا بھی امام اعظم کے ارشاد سے کیوں نہ محتاج تصریح ہوا، بچوں کو دعا، فقط

مسئلہ ۶۴: از مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی طالب علم مدرسہ مذکور ۳ جمادی الآخری ۱۳۳۶ھ

مرا ہم رسیدنا ہم لازم آمد پس آنگہ رحمتش ندیا ہم آمد
بگو تحقیق خطائے یا صوابم بیا امر راسخ با ہم آمد

(میرے گناہ پر مجھے سزا ملنا لازم ہے تو اس وقت اس اللہ تعالٰی کی رحمت سہیم نہ ہوئی)

بخدمت قدس حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ استفتاء ہذ رسال خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں، یہ مولوی صاحب جنھوں نے جواب استفتاء ہذ تحریر فرمایا ہے تعلیم یافتہ مدرسہ دیوبند ہیں لیکن ان کے خیالات یہ ہیں جو اصول نے ارقام فرماتے ہیں اب یہ تحریر فرمائیں کہ ان مولوی صاحب کو امام مسجد مقرر کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، آیا اس شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔

الجواب:

بعد مراسم سنت، وہ سوال جواب جوابات میں بہت چالاکی برتی گئی ہے پھر بھی ان سے تو ہب کی جھلک پیدا ہے آپ نے مجیب کا دیوبند میں تعلیم پانا لکھا ہے وہاں یہ سوالات کرنے نہ تھے کہ نہیں غلط جواب دے جب بھی کافر نہ ہوگا دیوبندیوں کے عقائد تو وہ ہیں جن کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے باتفاق تحریر فرمایا ہے کہ:

من شك فی عذابه و کفره فقد کفر[1]۔	جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے

ایسی جگہ تو یہ سوال کرنا چاہیے کہ رشید احمد گنگوہی واشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی اور محمود حسن دیوبندی و خلیل احمد انبیٹھی اور ان سب سے گھٹ کر ان کے امام اسمٰعیل دہلوی اور ان کی کتابوں براہین قاطعہ و تحذیر الناس وحفظ الایمان و تقویۃ الایمان و ایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو اور ان لوگوں کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے جو فتوے دیے ہیں انہیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو اور اگر وہ اس فتووں سے اپنی ناواقفی ظاہر کرے تو بریلی مطبع اہلسنت سے حسام الحرمین منگا لیجئے اور دکھائیے اگر بکشادہ پیشانی تسلیم کرے کہ بیشک علمائے حرمین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہوگا کہ دیوبندیت کا اس پر کچھ اثر نہیں ورنہ علمائے حرمین شریفین کا وہی فتوٰی ہے کہ:

من شك فی عذابه و کفره فقد کفر[2]۔	جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (ت)

[1] حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

[2] حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

رسالہ

خالص الاعتقاد ۱۳۲۸ھ

(اعتقادِ خالص)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

بشرف ملاحظہ عالیہ حضرت والا درجت، با عزت، عظیم البرکۃ حضرت مولنا مولوی سید حسین حیدر میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العلیہ، بعد تسلیم و آداب خادمانہ عارض۔

(۱) حضرت والا کو معلوم ہوگا کہ وہابیہ گنگوہ و دیوبند و نانوتہ و تھانہ بھون و دہلی و سہسوان خذلہم اللہ تعالٰی نے اللہ عزوجل اور حضور پرنور سید الانبیاء علیہم افضل الصلوۃ والثناء کی شان میں کیا کیا کلمات ملعونہ

نوٹ: یہ کتاب حضرت گرامی مرتبت سید حسین حیدر میاں صاحب مارہروی علیہ الرحمہ کے ان خطوط کے جواب میں بطور رسالہ لکھی گئی جو موصوف نے بعض وہابیہ کی تمام تراشیوں سے پیدا شدہ صورت حال پر پریشان ہو کر تحقیق کے لیے مصنف علیہ الرحمۃ کو تحریر فرمائے تھے اور وہ خطوط چند صفحات قبل رسالہ کی تمہید میں مذکور ہیں۔

بکے، لکھے اور چھپے، جن پر عامہ علماء عرب وہند نے ان کی تکفیر کی، کتاب حسام الحرمین مع تمہید ایمان وخلاصہ فوائد فتاوی حاضر خدمت ہیں۔ زیادہ نہ ہو تو صرف دو رسالے ولیکن تمہید ایمان وخلاصہ فوائد کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمائیں کہ حق آفتاب سے زیادہ واضح ہے۔

(۲) اس کتاب مستطاب کی اشاعت پر خدا اور رسول جل وعلا (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے بدگویوں کی جو حالتِ اضطراب وپیچ وتاب ہے، بیان سے باہر ہے۔ دو سال سے اسی کتاب کی طبع کے بعد چیختے چلاتے اور طرح طرح کے غل مچاتے، پرچوں، اخباروں میں گالیوں کے انبار لگاتے، سو سو پہلو بدلتے، ادھر ادھر پلٹے کھاتے ہیں مگر اصل مبحث کا جواب دینا درکنار، اس کا نام لیتے ہول کھاتے ہیں، بدگویوں میں مرتضٰی حسن چاند پوری دیوبندی اور ان کے یار غار ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد صرف اسی لیے قلم چلانے، بحثیں بدلنے، گالیاں چھاپنے کے لیے منتخب کیے گئے ہیں، جن کے غل پر پانچ پانچ رسالے میرے احباب کے ان کو پہنچے ہوئے ہیں ان سب کو بھی جواب غائب اور پیچ بدستور، یہ تمام حال حضرت والا کو ملاحظہ رسالہ ظفر الدین جید وظفر الدین طیب واشتہار ضروری نوٹس واشتہار نیاز نامہ کے ملاحظہ سے واضح ہوگا۔ سب مرسل خدمت ہیں، اور زیادہ تفصیل احباب فقیر کے رسالہ کین کش پنجہ پیچ ورسالہ بارش سنگی ورسالہ پیکان جانگداز کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی۔ یہ سب زیر طبع ہیں، بعد طبع بعونہ تعالٰی ان سے کہہ دوں گا کہ ارسالِ خدمتِ اقدس کریں۔

(۳) اب چند امور ضروری مختصراً عرض کروں کہ بعونہ تعالٰی اظہارِ حق وابطالِ باطل کو بس ہوں۔

امر اول

وہابیہ کی افترا پردازیاں

ان چالوں کے علاوہ خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بدگویوں نے ادھر یہ سوجھی کہ کسی طرح معارضہ بالقلب کیجئے یعنی ادھر بھی کوئی بات ایسی نسبت کریں جس پر معاذ اللہ حکم کفر یا ضلال لگا سکیں

اس کے لیے مسئلہ علم غیب میں افترا چھانٹنے شروع کیے۔

(۱) کبھی یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم ذاتی، بے عطائے الٰہی مانتا ہے۔

(۲) کبھی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم، علم الٰہی سے مساوی جانتا ہے صرف قدم و

امر دوم

بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور آیات نفی کی مراد

نیز عبارات سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ علم غیب کا خاصہ حضرتِ عزت ہونا بے شک حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے:

"قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ"[1]	تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عزوجل کے لیے ثابت اور اسی سے مخصوص ہیں۔ علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو، علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف ہو، اللہ عزوجل کے لیے ہو ہی نہیں سکتا، اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے، اور اللہ عزوجل کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے، اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے:

(۱) "وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ"[2]	اللہ اس لیے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔

(۲) اور فرماتا ہے:

"عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ"[3]	اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) اور فرماتا ہے:

"وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ"[4]	یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

(۴) اور فرماتا ہے:

"ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ"[5]	اے نبی! یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۷/ ۶۵

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۹

[3] القرآن الکریم ۷۲/ ۲۶، ۲۷

[4] القرآن الکریم ۸۱/ ۲۴

[5] القرآن الکریم ۱۲/ ۱۰۲

یطلع العبد علی حقائق الاشیاء ویتجلی لہ الغیب وغیب الغیب[1]۔	نور ایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائق اشیاء پر مطلع ہوتا ہے اور اس پر غیب نہ صرف غیب بلکہ غیب کا غیب روشن ہوجاتا ہے۔

(۱۳) یہی علی قاری اسی مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

الناس ینقسم الی فطن یدرك الغائب کالمشاهد وهم الانبیاء والی من الغالب علیهم متابعة الحس و متابعة الوهم فقط وهم اکثر الخلائق فلا بد لهم من معلم یکشف لهم المغیبات وما هو الا النبی المبعوث لهذا الامر[2]۔	آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ زیرک کہ غیب کو مشاہد کی طرح جانتے ہیں اور یہ انبیاء ہیں، دوسرے وہ جن پر صرف حس و وہم کی پیروی غالب ہے، اکثر مخلوق اسی قسم کی ہے، تو ان کو ایک بتانے والے کی ضرورت ہے جو ان پر غیبوں کو کھول دے اور وہ بتانے والا نہیں مگر نبی کہ خود اسی کام کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

(۱۴ و ۱۵) یہی علی قاری شرح فقہ اکبر میں حضرت ابوسلیمان دارانی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ناقل:

الفراسة مکاشفة النفس ومعاینة الغیب وهی من مقامات الایمان[3]۔	فراست مومن (جس کا ذکر حدیث میں ارشاد ہوا ہے) وہ روح کا کشف اور غیب کا معائنہ ہے، اور یہ ایمان کے مقاموں میں سے ایک مقام ہے۔

(۱۶ و ۱۷) امام ابن حجر مکی کتاب الاعلام، پھر علامہ شامی سل الحسام میں فرماتے ہیں:

الخواص یجوز ان یعلموا الغیب فی قضیة او قضایا کما وقع لکثیر منهم واشتهر[4]۔	جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقعے یا وقائع میں علم غیب ملے جیسا کہ ان میں بہت کے لیے واقع ہو کر مشتہر ہوا۔

(۱۸ و ۱۹) تفسیر معالم و تفسیر خازن میں زیر قولہ تعالٰی: "وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾"[5] ہے:

یقول انه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم	یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے نبی صلی اللہ تعالٰی

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۹

[2] مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث ۲ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۲۰

[3] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر خوارق العادات الخ مصطفی البابی مصر ص ۸۰

[4] الاعلام بقواطع الاسلام مکتبۃ الحقیقۃ بشارع دار الشفقۃ استنبول ترکی ص ۳۵۹، سل الحسام رسالہ من رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۲/ ۳۱۳

[5] القرآن الکریم ۸۱/ ۲۴

یأتیه علم الغیب فلا یبخل به علیکم بل یعلمکم[1]۔	علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔

(۲۰) تفسیر بیضاوی زیر قولہ تعالٰی "وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا"[2] ہے۔

ای مما یختص بنا ولا یعلم الابتوفیقنا وھو علم الغیوب[3]۔	یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے وہ علم کہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم نہیں ہوتا وہ علمِ غیب ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔

(۲۱) تفسیر ابن جریر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے۔

قال انک لن تستطیع معی صبرا، وکان رجلا یعلم علم الغیب قد علم ذٰلک[4]۔	حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسٰی علیہ السلام سے کہا: آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ خضر علمِ غیب جانتے تھے، انہیں علمِ غیب دیا گیا تھا۔

(۲۲) اسی میں ہے عبداللہ بن عباس نے فرمایا، خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا۔

لم تحط من علم الغیب بما اعلم[5]۔	جو علم غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اسے محیط نہیں۔

(۲۳) امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

النبوۃ التی ھی الاطلاع علی الغیب[6]۔	نبوت کے معنٰی ہی یہ ہیں کہ علمِ غیب جاننا۔

(۲۴) اسی میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسم مبارک نبی کے بیان میں فرمایا۔

النبوۃ ماخوذۃ من النباء وھو الخبر ای ان اللہ تعالٰی اطلعه علی غیبه[7]۔	حضور کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔

---

[1] معالم التنزیل تحت آیۃ ۸۱/۲۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴/۳۲۲، لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) ۴/۳۹۹

[2] القرآن الکریم ۱۸/۶۵

[3] انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیۃ ۱۸/۶۵ دارالفکر بیروت ۳/۵۱۰

[4] جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیۃ ۱۸/۶۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵/۳۲۳

[5] جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیۃ ۱۸/۶۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵/۳۲۳

[6] المواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/۷۰

[7] المواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۵، ۳۶

یاتیہ علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم بل یعلمکم[1]۔	علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔

(۲۰) تفسیر بیضاوی زیر قولہ تعالٰی: " وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝" [2] ہے۔

ای مما یختص بنا ولا یعلم الا بتوفیقنا وھو علم الغیوب[3]۔	یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے وہ علم کہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم نہیں ہوتا وہ علم غیب ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔

(۲۱) تفسیر ابن جریر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے۔

قال انک لن تستطیع معی صبرا، وکان رجلا یعلم علم الغیب قد علم ذٰلک[4]۔	حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے موسٰی علیہ السلام سے کہا: آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ خضر علم غیب جانتے تھے انہیں علم غیب دیا گیا تھا۔

(۲۲) اسی میں ہے عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا:

لم تحط من علم الغیب بما اعلم[5]۔	جو علم غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اُسے محیط نہیں۔

(۲۳) امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

النبوۃ التی ھی الاطلاع علی الغیب[6]۔	نبوت کے معنٰی ہی یہ ہیں کہ علم غیب جاننا۔

(۲۴) اسی میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسم مبارک نبی کے بیان میں فرمایا:

النبوۃ ماخوذۃ من النباء وھو الخبر ای ان اللہ تعالٰی اطلعہ علی غیبہ[7]۔	حضور کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔

[1] معالم التنزیل تحت آیۃ ۳/ ۱۷۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۲۲، لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) ۱/ ۳۹۹

[2] القرآن الکریم ۱۸/ ۶۵

[3] انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت آیۃ ۱۸/ ۶۵ دار الفکر بیروت ۳/ ۵۱۰

[4] جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیۃ ۱۸/ ۶۷ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۵/ ۳۲۳

[5] جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیۃ ۱۸/ ۶۸ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۵/ ۳۲۳

[6] المواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۷

[7] المواہب اللدنیہ المقصد الثانی الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۵، ۳۶

بولا محمد غیب کیا جانیں! اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ ان سے فرمادیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے ایمان کے بعد۔
حضرت ملاحظہ فرمائیں کہ یہ آیت مخالفین پر کیسی آفت ہے۔

وہابیہ پر غضبوں کی ترقیاں

پہلا غضب: ان پر ائمہ کے اقوال تھے کہ دریا سے قطرہ عرض کیے ان پر تو یہیں تک تھا کہ یہ سیاہمہ دین ان مخالفین دین کے مذہب پر معاذاللہ کافر ومشرک ٹھہرتے ہیں۔

دوسرا غضب: اس سے زیادہ آفت اُس حدیث ابن عباس میں تھی کہ معاذاللہ عبداللہ ابن عباس خضر علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے علم غیب بتا کر کافر قرار پاتے ہیں۔

تیسرا غضب: اس سے عظیم تراشد آفت مواہب شریف اور زرقانی کی عبارات میں تھی کہ نہ صرف عبداللہ ابن عباس بلکہ عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم غیب پر ایمان لا کر وہابیہ کے دھرم میں کافر ہوئے جاتے ہیں۔

چوتھا غضب: اس سے سخت تر ہولناک آفت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی دوسری حدیث میں تھی کہ سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام نبی ہیں خود اپنے لیے علم غیب بتا کر معاذاللہ (حاکم بدہن وہابیہ) کافر ٹھہرتے ہیں۔

پانچواں غضب: اس سے بھی انتہا درجہ کی حد سے گزری ہوئی آفت کہ سیدنا موسٰی کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کہ اجماعًا قطعًا، یقینًا، ایمانًا اللہ کے رسول و نبی اور اولوالعزم من الرسل سے ہیں وہابیہ کی تکفیر سے کہاں بچتے ہیں۔
خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے خود ان سے کہا کہ مجھے علم غیب ہے جو آپ کو نہیں، اور موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے اس پر کچھ انکار نہ فرمایا۔ کیا اس پر ایک وہابی نہ کہے گا کہ افسوس ایک ناؤ کا تختہ توڑ دینے یا گرتی دیوار بے اجرت سیدھی کردینے پر وہ اعتراض کہ باوصف وعدہ صبر نہ ہوسکا اور وہابی شریعت کی رُو سے منہ بھر کلمہ کفر سُنا اور شربت کا گھونٹ پی کر چپ رہے۔
خیر، ان سب آفتوں کا وہابیہ کے پاس تمکین کہاوتوں سے علاج تھا۔
موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت خضر کے لیے علم غیب تسلیم کیا تو وہابیہ کہہ سکتے تھے کہ موسٰی بددین خود مایاں بددین خود، حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے لیے علم غیب بتایا تو وہ اس شیطانی مَس کی آڑ لے سکتے تھے

وسلم علمت ماكان وما سيكون اھ مختصرًا[1]۔	میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے، ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اھ۔

الحمدللہ اس آیہ کریمہ کی فرمادہ میں غیب نہیں جانتا ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے، نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔

دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جاننے کی نفی ہے نہ یہ کہ بتانے سے بھی مجھے علم غیب نہیں۔

اب بحمداللہ تعالٰی سب سے لطیف تر یہ تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے، اس لیے کہ اے کافرو! تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا ہے۔ والحمدللہ رب العلمین۔

امر چہارم

علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل

یہاں تک جو کچھ معروض ہوا جمہور ائمہ دین کا متفق علیہ ہے۔

(۱) بلاشبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے اور منکر کافر۔

(۲) بلاشبہ غیر خدا کا علم معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا، مساوی درکنار تمام اولین و آخرین وانبیاء و مرسلین وملائکہ و مقربین سب کے علوم مل کر علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑویں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں، اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے، بخلاف علوم الٰہیہ کو غیر متناہی در غیر متناہی ہیں۔ اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش و فرش شرق و غرب وجملہ کائنات از روز اول تا روز آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش و فرش دو حدیں

[1] غرائب القرآن (تفسیر النیساپوری) تحت آلایۃ ۶/ ۵۰ مصطفی البابی مصر ۷/ ۱۳۲

ہیں، روزِ اول و روزِ آخر دو حدیں ہیں، اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔
بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علوم خلق کو علم الٰہی سے اصلاً نسبت ہونی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ توہم مساوات۔

(۳) یوں ہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے سے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو کثیر و وافر غیبوں کا علم ہے یہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہو کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی کا منکر ہے۔

(۴) اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حصہ تمام انبیاء و تمام جہان سے اتم و اعظم ہے، اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے، مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا مگر وہابیہ کو محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی عظمت کس دل سے گوارا ہو، انہوں نے صاف کہہ دیا کہ۔

(۱) حضور کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں[1]۔

(۲) وہ اور تو اور اپنے خاتمے کا بھی نہ جانتے تھے[2]۔ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ:

(۳) خدا کے بتائے سے بھی اگر بعض مغیبات کا علم ان کے لیے مانے جب بھی شرک ہے[3]۔

(۴) اس پر قہر یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہ مانیں اور ابلیس لعین کے لیے تمام زمین کا

علم محیط حاصل جانیں[4]۔

(۵) اس پر عذر کہ ابلیس کی وسعتِ علم نص سے ثابت ہے، فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے[5]۔

(۶) طرفہ ستم قہر یہ کہ جو کچھ ابلیس کے لیے خود ثابت مانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساڈھورص ۵۱

[2] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساڈھورص ۵۱

[3] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساڈھورص ۵۱

[4] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساڈھورص ۵۱

[5] البراھین القاطعۃ بحث علم غیب مطبع بلاساڈھورص ۵۱